امین احسن اصلاحی

غلاف کعبہ کی شرعی حیثیت اور اس کی تعظیم کے حدود

سوال: غلاف کعبہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس کی تعظیم و احترام کے حدود کیا ہیں؟ اس کی زیارت اور اس کے جلوس وغیرہ کے لیے حال ہی میں بعض جماعتوں کی طرف سے جو غیر معمولی اہتمام کیا گیا ہے، اس کے متعلق کتاب و سنت کی روشنی میں کیا رائے ہے؟ یہ سنت ہے یا بدعت؟ اگر بدعت ہے تو کیا دین میں اس کے گوارا کیے جانے کے لیے کوئی گنجایش ہے یا یہ محض ایک بدعت ضلالت ہے؟ عوام کی طرف سے غلاف کے لیے جس نوعیت کا اظہار عقیدت کیا گیا ہے، جس کی تفصیلات اخبارات میں چھپی ہیں، کیا غلاف کعبہ کے لیے اس طرح اظہار عقیدت جائز ہے یا یہ باتیں شرک و بدعت کے حکم میں داخل ہیں؟ اگر یہ باتیں شرک و بدعت کے حکم میں داخل ہیں تو ان کی ذمہ داری کن لوگوں پر ہے، عوام پر یا غلاف کعبہ کے جلوس اور اس کی زیارت کے لیے اہتمام کرنے والوں پر؟

جواب: غلاف کعبہ سے متعلق سب سے پہلی بات تو یہ یاد رکھنے کی ہے کہ یہ شعائر اللہ میں داخل نہیں ہے۔ جس کسی کو بھی یہ مغالطہ ہوا ہے کہ یہ شعائر اللہ میں سے کوئی شعیرہ ہے، اس کو یہ مغالطہ اگر دیدہ و دانستہ نہیں لاحق ہوا ہے تو یہ ماننا پڑے گا کہ یہ محض دین اور شعائر دین سے بے خبری کا نتیجہ ہے۔ اسلام میں کسی چیز کو شعیرہ قرار دینے کا حق ہر ایرے غیرے کو نہیں ہے، بلکہ صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔ اللہ اور اس کے رسول نے جن چیزوں کو شعائر کی حیثیت دی ہے، ان کا ذکر قرآن میں بھی ہے اور حدیث میں بھی۔ مجھے کہیں ان کی فہرست میں غلاف کعبہ کا ذکر نہیں ملا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اور بعد کے علما میں سے بھی کسی کے متعلق مجھے معلوم نہیں ہو سکا ہے کہ انھوں نے اس کو شعائر میں سے شمار کیا ہو۔

اس کی تاریخ آغاز سے متعلق جو مواد موجود ہے، اس سے قابل اعتماد بات جو معلوم ہوتی ہے، وہ یہی ہے کہ بیت اللہ کو غلاف پہنانے کا رواج زمانۂ جاہلیت میں عربوں کے ہاتھوں ہوا۔ حضرت ابراہیم یا حضرت اسمٰعیل علیہم السلام کی طرف اس کی نسبت محض ایک بے تحقیق بات ہے۔ اس کی کوئی قابل ذکر سند موجود نہیں ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بات منقول ہے، اس سے بھی یہی واضح ہے کہ غلاف کعبہ کو آپ نے حضرت ابراہیم یا حضرت اسمٰعیل علیہم السلام کی سنت کی حیثیت سے اختیار نہیں فرمایا، بلکہ زمانۂ قبل از اسلام کی ایک ایسی یادگار کی حیثیت سے باقی رکھنا پسند فرمایا جس میں کسی خاص دینی ضرر کا کوئی پہلو نہ تھا۔ غلاف پہنانے سے اصل مقصود کعبہ کا احترام تھا، نہ کہ غلاف کا۔ غلاف کے احترام کے معاملہ میں تو صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور تک صورت حال یہ رہی کہ پرانے غلاف جو اتارے جاتے عام لوگوں میں ان کے ٹکڑے بیچ یا تقسیم کر دیے جاتے اور لوگ بلا کسی خاص امتیاز کے عورتیں، مرد اور بچے عام کپڑوں ہی کی طرح ان کو استعمال کرتے۔

اس وجہ سے یہ خیال بالکل ہی بے بنیاد ہے کہ غلاف کعبہ شعائر اللہ میں سے ہے اور اس کی تعظیم بحیثیت ایک شعیرہ کے ضروری ہے۔ بس زیادہ سے زیادہ جو بات کہی جا سکتی ہے، وہ یہ ہے کہ عربوں نے بیت اللہ کے احترام کے پیش نظر یہ رسم اختیار کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی پہلو سے اس کو باقی رکھنا پسند فرمایا۔ اس کے اختیار کرنے میں احترام خانہ کعبہ مدنظر تھا، نہ کہ احترام غلاف۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

شعائر اللہ سے متعلق یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ ان کی دین میں بڑی اہمیت وعظمت ہے، اس وجہ سے ہر چیز کا یہ درجہ نہیں ہوا کرتا کہ اس کو ایک شعیرہ کا مقام دے دیا جائے۔ شعیرہ اس چیز کو کہتے ہیں جو دین کی کسی اہم معنوی حقیقت کا مظہر اور نشان (symbol) ہو۔ اس طرح کے نشانات مقرر کرنے کا حق ہما شما کو نہیں، بلکہ صرف اللہ اور اس کے رسول کو ہے۔ ان کی تعظیم کے طریقے بھی اللہ اور رسول ہی نے بتائے ہیں۔ کسی دوسرے کو یہ حق نہیں ہے کہ اپنے جی سے ان کی تعظیم کے طریقے ایجاد کرے، ورنہ اس سے دین میں بڑے فتنے پیدا ہو سکتے ہیں۔ تفسیر ''تدبر قرآن'' میں 'اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ' کے تحت ہم نے جو کچھ عرض کیا ہے، قارئین اس پر ایک نظر ڈال لیں۔ اس سے ان کی اہمیت کا بھی اندازہ ہو سکے گا اور یہ حقیقت بھی واضح ہو گی کہ اگر ہر شخص من مانے طور پر جس چیز کو چاہے شعائر اللہ کا درجہ دے کر لوگوں سے اس کی تعظیم کرانے لگے تو اس سے شرک و بدعت کے کیسے وسیع دروازے کھل سکتے ہیں۔ اس وجہ سے ہماری رائے تو اس باب میں یہ ہے کہ غلاف کعبہ کی زیارت اور اس کے مظاہرہ و جلوس کی باتیں تو الگ رہیں، اس کو شعائر دین میں داخل کرنا ہی بجائے خود ایک بدعت ہے۔ اس بات کو یاد رکھیے کہ دین میں غلو بھی بدعت کا ایک دروازہ ہے۔ اگر ایک چیز کا وزن دین میں چھٹانک ہے تو بس اسی حد پر اس کو رہنے دیجیے۔ اگر آپ

نے اس چھٹانک کو سیر بھر کر دینے کی کوشش کی تو آپ بدعت کا دروازہ کھول دیں گے۔ ادیان کی تاریخ سے واقفیت رکھنے والا کون شخص اس بات سے انکار کر سکتا ہے کہ اس قسم کے غلو نے شرک و بدعت کے جو دروازے کھولے ہیں، شاید ہی کسی دوسری چیز نے کھولے ہوں۔

بہر حال، میرے اپنے علم کے حد تک تو غلاف کعبہ شعائر اللہ میں سے نہیں ہے، اس وجہ سے میں بجائے خود اسی بات کو دین میں ایک اضافہ یا بدعت سمجھتا ہوں کہ اس کو شعائر اللہ میں داخل کر دیا جائے۔ لیکن چلیے چھوڑیے اس قصہ کو، میں نے تھوڑی دیر کے لیے یہ مان لیا کہ یہ شعائر اللہ میں داخل ہے، اور بہ حکم 'مَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ*' اس کی تعظیم ہر مسلمان پر واجب ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ شعائر اللہ کی تعظیم کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے کچھ حدود و قیود مقرر ہیں یا اس باب میں ہمیں پوری چھوٹ حاصل ہے کہ ہم ان کی تعظیم اور ان کے احترام کے نام پر جو کچھ چاہیں، کر گزریں۔ جہاں تک میں نے قرآن و حدیث سے سمجھا ہے، وہ تو یہ ہے کہ جس طرح شعائر اللہ، اللہ اور رسول کے مقرر کردہ ہیں، اسی طرح ان کی تعظیم اور ان کے احترام کے آداب و شرائط بھی اللہ اور رسول ہی کے مقرر کردہ ہیں۔ اور ہمارے لیے، اگر ہم حدود دین کے اندر رہنا چاہتے ہیں، کسی حال میں بھی یہ جائز نہیں ہے کہ ہم ان آداب و شرائط سے متجاوز ہو کر ان کی تعظیم اور ان کے احترام کی نت نئی شکلیں ایجاد کریں اور ان کو شرعی حیثیت دے کر نہ صرف یہ کہ خود ان پر عمل پیرا ہوں، بلکہ دوسروں کے لیے بھی ان کو موجب سعادت دارین قرار دیں۔

www.javedahmadghamidi.com

میں اس حقیقت کی وضاحت ایک مثال سے کرتا ہوں۔ غلاف کعبہ کو تو آج شعائر الٰہی میں داخل کیا گیا ہے، میں ایک ایسے شعیرہ کو لیتا ہوں جو حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل علیہم السلام کے وقت سے اہم ترین شعائر دین میں داخل ہے، جس کے شعائر دین میں سے ہونے پر کتاب و سنت، دونوں ناطق ہیں اور جس کے بارے میں پوری امت کا اجماع ثابت ہے۔ میرا اشارہ ہدی و نیاز کے ان جانوروں کی طرف ہے جو خدا کے گھر کے لیے لے جائے جائیں۔ فرض کیجیے کہ آپ کے شہر سے کچھ جانور اس مقصد سے مکہ روانہ کیے جاتے ہیں۔ کیا ان کے احترام کے نام پر ہمارے لیے یہ بات جائز ہوگی کہ پہلے ہم حضوری باغ میں سارے شہر کے مردوں اور عورتوں کے لیے ان کی زیارت کا اہتمام کریں، پھر شاہی مسجد سے علما، قاریوں، نعت خوانوں، موٹروں اور گاڑیوں کے جلو میں ان کا جلوس نکالیں، عوام کو ہدایت کریں کہ لوگ باوضو کلمہ پڑھتے ہوئے اور نعرۂ تکبیر لگاتے ہوئے اس جلوس کے ساتھ ساتھ چلیں، دکان داروں کو تلقین کریں کہ وہ اس جلوس پر گلاب پاشی اور عطر پاشی کریں۔ حکومت کو آمادہ کریں کہ وہ اپنے دفاتر و مدارس بند کر کے لوگوں کے لیے اس جلوس سعادت میں شریک ہونے کا موقع بہم پہنچائے اور ہوائی جہازوں سے ان جانوروں پر

* الحج ۲۲: ۳۲۔ ''جو اللہ کے شعائر کی تعظیم کرے تو یاد رکھے کہ یہ چیز دل کے تقویٰ سے تعلق رکھنے والی ہے۔''

گل باری کرے، ریلوے کے محکمہ سے مطالبہ کریں کہ وہ مخصوص ڈبے تیار کر کے کراچی سے پشاور اور پشاور سے ڈھاکہ تک شہر شہر میں ان مقدس شعائر کی عوام کو زیارت کرائے؟

ممکن ہے دنیا کے کسی دین میں یہ باتیں جائز ہوں، لیکن جہاں تک اسلام کا تعلق ہے، اس میں تو احترام شعائر الٰہی کی ان شکلوں کے جواز کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس وجہ سے میں تو اپنے آپ کو یہ کہنے پر مجبور پاتا ہوں کہ جس طرح غلاف کعبہ کا شعائر اللہ میں داخل کرنا بدعت ہے، اسی طرح اس کے احترام و تعظیم کی وہ شکلیں بھی تمام تر بدعت ہیں جو یہاں اختیار کی گئیں۔

تعظیم شعائر الٰہی کے ان نئے علم برداروں نے اپنے پمفلٹ میں شرک و توحید کا یہ نیا فلسفہ جو پیش کیا ہے کہ جو خانہ کعبہ سے باہر شرک ہے، وہ اس کے اندر جا کر توحید بن جاتا ہے، میرے نزدیک یہ بھی دین میں ایک بہت بڑا فتنہ ہے۔ اگر فی الواقع بات یہی ہوتی تو ان تین سو ساٹھ بتوں کو خانہ کعبہ سے بیک بینی و دو گوش باہر نہ نکلنا پڑتا جن کو عرب جاہلیت نے خانہ کعبہ کے اندر لا گھسایا تھا، بلکہ وہ بھی اس فلسفہ کی اکسیر سے اجزائے توحید و ایمان بن گئے ہوتے۔ لیکن ہوا یہ کہ اسلام نے اپنی 'جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ' کی خارا شگاف گرز سے ان کو اس طرح پاش پاش کر دیا کہ ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔ میرے نزدیک یہ فلسفہ ان کے ''حکمت عملی'' کے فلسفہ سے بھی زیادہ گمراہ کن ہے، لیکن میں اس وقت اس پر کوئی بحث کرنا نہیں چاہتا، اس لیے کہ یہاں جو کچھ ہوا وہ تو اندر کا معاملہ نہیں، بلکہ باہر کا معاملہ ہے۔ میں حیران ہوں کہ باہر کا یہ شرک اندر پہنچنے سے پہلے ہی کس طرح توحید بن گیا۔

اوپر میں نے جن باتوں کا ذکر کیا ہے، ان کی ذمہ داری تو براہ راست ان حضرات ہی پر عائد ہونی چاہیے جنھوں نے اسلام میں اس نئی تعزیہ داری کے لیے یہ کچھ اہتمام کیا اور اس کو باضابطہ اپنے اقامت دین کے پروگرام میں شامل کر کے پاکستان کے ہر حصہ میں اس کی سربراہی کی۔ رہی وہ باتیں جو عوام نے کیں تو ان کے لیے عوام کو قصوروار ٹھہرانا ہمارے نزدیک ان حضرات کی بڑی زیادتی ہے۔ ہم تو عربی کی اس مشہور ضرب المثل کے قائل ہیں کہ ''جب صاحب خانہ طبلہ بجانا شروع کر دے تو گھر کے بچوں کو ناچنے اور گانے پر ملامت نہ کرو''۔ جب دین میں اتنی بدعتیں دین کے علم برداروں نے داخل کر دیں تو آخر عوام اس میں حصہ لینے کی سعادت سے کیوں محروم رہتے، انھوں نے بھی جو کچھ سمجھ میں آیا کیا۔ جو قوم مزارات اور قبروں کے آگے سجدے کرتی، منتیں مانگتی، دعائیں اور فریادیں کرتی ہے، اگر آپ نے اس دھوم دھام، اس تزک و احتشام اور اس تقدیس و احترام کے ساتھ اس کو غلاف کعبہ کی زیارت کرائی تو اس کی محرومی و بدبختی ہی تھی اگر وہ یہ کچھ نہ کرتی جو اس نے کیا۔ ہمیں تو اس بات پر ذرا بھی حیرانی نہیں ہے کہ لوگوں نے غلاف کعبہ کی گاڑی کو بوسے دیے اور اس کو سجدے کیے، اس پر پھینکے ہوئے پھولوں کی پنکھڑیوں کو تبرک اور ذریعۂ شفا

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

سمجھ کر حرز جاں بنایا، اس سے عورتوں نے اپنے برقعے اور مردوں نے اپنی چادریں چھوکر برکت اور صحت حاصل کی، اس سے بیماروں نے تندرستی، بے اولادوں نے اولاد اور ضرورت مندوں نے اپنی ضرورت مانگی، بلکہ ہمیں تو اس بات پر بھی ذرا تعجب نہیں ہوا کہ لاہور میں غلاف کعبہ کو داتا دربار میں پیش کر کے اس کی تقدیس کو دو چند کیا گیا، اور بعض شہروں میں اس کا باقاعدہ طواف ہوا۔ اسی طرح ہمیں نذرانے پیش کرنے پر بھی کوئی حیرانی نہیں۔ البتہ حیرانی ہے تو اس بات پر ہے کہ نذرانے کی رقم صرف پانچ ہزار ہی تک کیوں پہنچی۔ جو دریا دل قوم لاکھوں روپے مزاروں اور قبروں کے مجاوروں کے قدموں میں ڈال دیتی ہے، آخر وہ غلاف کعبہ کے مجاوروں کا حق ادا کرنے میں اپنی دریا دلی کیوں بھول گئی۔

غرض ان باتوں میں سے ہمیں کسی بات پر کوئی حیرانی نہیں ہے۔ یہ جو کچھ ہوا ہر عقل مند آدمی کو معلوم تھا کہ اس پردہ کے پیچھے یہی کچھ ہو سکتا ہے اور یہی کچھ ہوگا، صرف ابلہ یا خود غرض ہی اس سے کچھ الگ اندازہ کر سکتے تھے، البتہ ایک بات پر ہمیں حیرانی ضرور ہے کہ ان حضرات نے پہلے تو بڑی شیوا بیانی اور بڑی رطب اللسانی کے ساتھ عوام کے اس جوش عقیدت، اس رکوع و سجود، اس تقبیل و استلام اور اس دعا و استرحام کی تفصیلات خود اپنے اخبارات میں چھاپیں اور خلق کو ڈاکٹر اقبال کے الفاظ میں یہ بشارت سنائی کہ

''ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی''

اور اس نمی کو فراہم کرنے کا سارا کریڈٹ یہ حضرات بلا شرکت غیرے خود ہی سمیٹ لینے کے لیے بے قرار نظر آتے تھے، لیکن اب معلوم نہیں کیا حادثہ پیش آیا ہے کہ اپنی فراہم کردہ نمی کی اپجائی ہوئی فصل کو کاٹنے اور سمیٹنے کے لیے ان حضرات کے اندر وہ پہلا سا جوش و خروش نظر نہیں آ رہا ہے، بلکہ یہ اس کی ساری ذمہ داری غریب عوام پر ڈال رہے ہیں، حالاں کہ اب یہی موقع آگے بڑھ کر حوصلہ کے ساتھ کام کرنے اور کھتے بھرنے کا تھا۔

ہر زمین ہر چیز کی کاشت کے لیے موزوں نہیں ہوا کرتی۔ ایک زمانہ تک تو ہمارے یہ احباب اس زمین میں توحید کی کاشت کے لیے جدوجہد کرتے رہے، لیکن تجربہ نے ان کو بتایا کہ اس سنبل کی کاشت کے لیے یہ زمین شور ہے، البتہ غلاف کعبہ کی برکت سے ان دوستوں پر اس زمین کی نئی صلاحیتوں کا انکشاف ہوا ہے۔ اب دیکھیے شرک و بدعت کی فصل اگانے اور بڑھانے میں ان کا رول کیا رہتا ہے۔ اس میدان کے دوسرے حریفوں کا ریکارڈ توڑتے ہیں یا اس میں بھی پھسڈی ثابت ہو کر 'خَسِرَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃَ' کے مصداق ٹھہرتے ہیں۔

(تفہیم دین ۵۶-۶۱)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org